ماہِ من

قسط نمبر چار

فرحت نشاط مصطفی

CLASSIC URDU MATERIAL
www.classicurdumaterial.com
support@classicurdumaterial.com
https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/

اِدھر دوپہر کے بارہ بجے اور ادھر سر وسیم انصاری نے اپنا لیکچر مکمل کیا۔ گوری سمیت کلاس میں موجود ہر اسٹوڈنٹ نے سکھ کا سانس لیا۔ پچھلے دو گھنٹے سے سر وسیم نان اسٹاپ بولے جا رہے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آج ہی سلیبس مکمل کروا دیں گے

''شکر! جان چھٹی۔''

گوری رجسٹر بند کرتے ہوئے بولی۔ ویسے بھی آج اسکی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔ آدھے سر کے درد نے اسے ہلکان کر رکھا تھا۔

سر وسیم جیسے ہی کلاس سے باہر نکلے۔ طلباء بھی اپنی اپنی نشست چھوڑ کے کھڑے ہوئے تھے۔ کچھ تو ملنے ملانے میں لگ گئے اور کچھ نے باہر کا رستہ پکڑا۔

Do not copy or distribute without permission of the author

گوری بھی جانے کو کھڑی ہوئی۔بیگ کاندھے پہ ٹکائے،دوپٹہ شانوں پہ جماتی وہ دروازے کی جانب بڑھی تبھی شان نے اسکا راستہ روکا۔فلرٹ کرنے میں جس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

"کیا مسئلہ ہے؟"

گوری نے ابرو چڑھا کے پوچھا۔

"کوئی ایک مسئلہ ہو تو بتاؤں۔کہاں تک سنو گی تم؟"

شان کی بات سے صاف ظاہر تھا۔وہ بلاوجہ اسکی راہ کا پتھر بن رہا ہے۔

اچھا!تو پھر مت سناؤ کیونکہ بکواس سننے کیلئے میرے پاس ذرا بھی وقت نہیں۔راستہ" چھوڑو میرا۔"

گوری نے حسبِ معمول اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر ہم تم جیسی عورتوں کی راہ میں آنا چھوڑ دیں ناتو فاقوں سے مر جاؤ تم لوگ۔"

شان نے تنفر سے کہا۔وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ گوری کا تعلق کہاں سے ہے۔

www.classicurdumaterial.com
support@classicurdumaterial.com
https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/
CLASSIC URDU MATERIAL

رئیلی! ہمارے فاقوں کی تمہیں اتنی پرواہ ہے۔نو مسٹر شان یہاں آپکو کریکشن کی"

ضرورت ہے۔در حقیقت تم لوگوں کو صرف اپنی ہوس اور عیاشی کی پرواہ ہے۔اس لئے

"ہر جگہ منہ کھول کے کھڑے ہو جاتے ہو۔

گوری نے دوبدو جواب دیا تھا۔

"اپنی حد میں رہو۔ہو کیا تم؟،دو ٹکے کی اوقات بھی نہیں تمہاری۔"

شان نے انگلی اٹھاتے ہوئے درشت لہجے میں کہا۔

کلاس میں موجود اسٹوڈنٹس اسی تماشے کی جانب متوجہ تھے۔گوری کی ہر ہفتے کسی نہ کسی

سے منہ ماری ہو ہی جاتی تھی لیکن شان سے پہلی بار ہو رہی تھی،اور شاید آخری بار بھی۔

"ہم طوائفوں کی نہ تو حد ہوتی ہے اور نہ اوقات۔اس لئے ہمیں وہ سبق نہ پڑھاؤ جس کا

قاعدہ ہمارے نصاب میں نہیں۔اوقات اور حد تو تم جیسے لوگوں کی ہوتی ہے جو ٹکے ٹکے

"کیلئے اتنا گر جاتے ہیں کہ اپنے خاندان کی عزت کو بھی داؤ پہ لگا دیتے ہیں۔

اب کی بار گوری نے سیدھا سیدھا ذاتیات کو نشانہ بنایا تھا۔ایک زمانہ جانتا تھا کہ شان کے

www.classicurdumaterial.com
support@classicurdumaterial.com
https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/
CLASSIC URDU MATERIAL

والد کی دولت کے پیچھے سب سے بڑا ہاتھ کالے دھن کا تھا۔ جس کی وجہ سے آئے دن وہ نیب کی پیشیاں بھی بھگتتے رہتے تھے۔

"گوہر آرا! اپنی زبان کو لگام دو، ورنہ تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ تمہارے ساتھ کیا ہو سکتا ہے؟"

شان نے دھمکی دی تھی۔

گوری نے اپنا سیدھا ہاتھ دُکھتی پیشانی پہ جمایا اور مقابل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بولی۔

"مسٹر شان میں نے آپکو دعوت نامہ نہیں بھیجا تھا کہ آئیں، میرا راستہ روکیں اور مجھ سے بے عزت ہوں۔ بالکل بھی نہیں نا۔ ایک بات یاد رکھنا میری ذات کو تماشہ بنایا نہ تو تمہارا پورا خاندان گوہر آرا کے اشارے پہ ناچے گا، سمجھے!"

"تم نے میرے خاندان کو درمیان میں لا کے اچھا نہیں کیا۔ دو کوڑی کی عزت نہیں چھوڑی تم نے میری۔ اب تم بھی بھگتو گی۔"

Do not copy or distribute without permission of the author

شان اپنے کلاس فیلوز کے چہروں پہ تضحیک کے دبے دبے تاثرات دیکھتے ہوئے بولا۔

"دو کوڑی، دو ٹکے۔ تمہاری اوقات بھی آج دیکھ ہی لی شان۔ طوائف ضرور ہوں لیکن"

"عزت دار ہوں۔ یہ نہیں کہ ٹکے ٹکے کیلئے اپنی عزت داؤ پہ لگاتی پھروں۔

گوری تمسخرانہ انداز میں بولتی اسے ایک ہاتھ سے سائیڈ پہ کرتی، باہر جا چکی تھی۔

"یہ نہیں بچے گی اب مجھ سے۔ بہت لحاظ کر لیا اس کا اب نہیں۔"

شان مٹھیاں بھینچتے ہوئے غصے سے بولا۔ وہ گوہر آرا کو سبق دینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

"ویسے شان غلطی تمہاری ہی ہے۔ تمہیں یوں گوہر کو روکنا نہیں چاہئیے تھا۔"

کاشف نے غیر جانبدارانہ رائے دی۔

"اوئے تجھ سے کس نے پوچھا ہے۔ اپنی اوقات میں رہ۔"

شاہان غصے سے دھاڑا۔

ویسے بات ٹھیک ہی تھی۔ گوری کو روک کے خود اسکا ہی تماشہ لگا تھا۔

Do not copy or distribute without permission of the author

شان غصے سے کھولتا خود بھی کلاس سے واک آؤٹ کر گیا۔

"عمر!"

سمیرہ نے پکارا۔

"کہو"

عمر کا انداز مصروف تھا۔

"واپس چلیں۔"

"کیوں؟، دل بھر گیا کیا؟"

نہیں ایسا تو نہیں ہے۔ میں سوچ رہی تھی اب واپس چلیں اتنے دنوں کا بزنس سے گیپ "

لینا ٹھیک نہیں۔"

سمیرہ نے متانت سے کہا تھا۔

تو تمہیں لگتا ہے میں یہاں بے فکر بیٹھا ہوں۔ نہیں مائی ڈیئر وائف میں پوری خبر رکھتا ہوں اپنے بزنس کی۔"

عمر اسے تسلی دیتے ہوئے بولا۔

"پھر بھی جانا تو ہے۔"

سمیرہ اب جانا چاہتی تھی۔ ویسے بھی یشر اس سے کہہ چکا تھا کہ اب جو کرے گا وہ خود کرے گا۔ مزید اسے سمیرہ کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔

"کب چلیں پھر؟"

عمر نے پوچھا۔

"کل، کل چلتے ہیں۔"

سمیرہ جتنا جلدی ہو سکتا تھا۔ یہاں سے جانا چاہتی تھی۔

"نہیں کل نہیں۔ کل مجھے یشر کو لے کے نہر والی زمین پہ جانا ہے۔ پرسوں چلیں گے۔"

CLASSIC URDU MATERIAL
www.classicurdumaterial.com
support@classicurdumaterial.com
https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/

عمر نے بتاتے ہوئے پروگرام طے کیا۔

"یشر !، یشر کا کیا تعلق نہر والی زمینوں سے ؟"

سمیرہ نے ناسمجھی سے پوچھا۔

ایک پراجیکٹ ہے ہم دنوں کے دماغ میں۔بس اسی سلسلے میں سمجھ لو لیکن تم اتنا حیران "

"کیوں ہورہی ہو ؟

عمر کو سمیرہ کا انداز عجیب لگا۔

"نہیں وہ بس یشر کی وجہ سے، نجانے کیا کیا چلتا رہتا ہے اسکے دماغ میں۔"

سمیرہ پھیکی سی مسکان لبوں پہ سجاتے ہوئے بولی۔وہ محسوس کر رہی تھی کہ یشر اور اس میں جو ذہنی مطابقت (ہم مزاجی) تھی۔رفتہ رفتہ جیسے اسکا لیول کم ہوتا جارہا تھا۔یہاں تک کہ یشر اب اسے اپنے پلان بتانا بھی ضروری نہیں سمجھ رہا تھا اور اس سب کی وجہ صرف ایک وہ رسموں رواج کی ماری ہوئی لڑکی تھی۔

"بی بی رکزی فاطمہ "

Do not copy or distribute without permission of the author

سمیرہ نے یکدم ہی نفرت کا کوئی جذبہ اپنے اندر محسوس کیا تھا۔وہ لڑکی دونوں بہن بھائی کے درمیان دیوار بن چکی تھی۔

سمیرہ غلط سوچ رہی تھی وہ لڑکی دیوار نہیں پل بننے والی تھی دونوں بہن بھائیوں کے درمیان۔

"بی بی!"

وسائی نے اسکے بالوں میں تیل ڈالتے پکارا۔

"ہنہ۔"

رکزی نے مختصر سی ہنہ ہی کہی۔وہ آج کل بہت کم گو ہو گئی تھی۔وہ دونوں اس وقت حویلی کے پچھلے حصے میں تھیں۔جہاں فصل اترنے کے سیزن میں ہی رونق ہوتی تھی۔

"اس شام درگاہ میں کیا ہوا تھا؟"

www.classicurdumaterial.com
support@classicurdumaterial.com
https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/
CLASSIC URDU MATERIAL

وسائی نے ہمت کرتے ہوئے پوچھ لیا۔

رکزی نے بے اختیار اپنا بایاں ہاتھ دیکھا۔ جہاں جلنے کا نشان اب بھی تازہ تھا۔ ایک جلنے کا نشان اور بھی تھا۔ جو کسی کو نہیں دکھتا تھا۔ وہ رکزی کا دل تھا۔ جہاں ایک میٹھی میٹھی سی کسک اسکے دل کو بے چین رکھتی تھی۔ وہ لاکھ جتن کرتی، منہ چھپاتی لیکن چھم سے وہ وجیہہ صورت دھیان کے پردوں پہ اتر آتی تھی۔

وسائی تو نے سنا نہیں۔ شام کے کالے سائے سر پہ سوار نہیں کرنے چاہئیں ورنہ زندگی" "عذاب ہو جاتی ہے۔ جو بیت گیا سو بیت گیا۔

رکزی نے اسے ٹال دیا تھا۔ بھلا وہ کیوں اپنے منہ سے اپنی تشہیر کرتی۔

"کالا سایہ تو تم بن گئی ہو بی بی۔ میرے بھائی کی زندگی میں۔"

سمیرہ خود کو بولنے سے روک نہیں سکی تھی۔ وہ کچھ دیر قبل ہی وہاں آئی تھی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی سمیرہ کے دل میں اسکے لئے کینہ در آیا تھا۔

"سمیرہ بی بی آپ۔"

www.classicurdumaterial.com
support@classicurdumaterial.com
https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/
CLASSIC URDU MATERIAL

وسائی حیرت سے بولی۔اسے سمیرہ کہ اچانک آنے پہ حیرت ہوئی تھی۔

"وسائی !تم جاؤ۔مجھے بی بی سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔"

سمیرہ نے اسے جانے کو کہا۔

بے عزتی کرنی تھی تو ملازمہ کے سامنے ہی کر ڈالی۔اب باتیں کرنی ہیں تو تنہائی درکار "ہے۔"

وسائی بڑبڑاتے ہوئے تیل کی بوتل اٹھاتے ہوئے رخصت ہوئی تھی۔

رکزی بال سلجھائے بنا ہی سمیٹنے لگی۔اب کون سنوارے؟،ریشم کے لچھوں کی مانند الجھے،بکھرے بال۔

نہ چہرہ چاند سا،نہ گفتگو باکمال سی۔بس اِک زلفیں ناگن جیسی،اسی کے زور پہ میرے "بھائی کے دل کی سلطنت لوٹنے چلی ہو۔"

سمیرہ اسے بغور دیکھتے ہوئے طنز سے بولی۔حقیقت ہی تو تھی کہ حسن کی طرف سے رکزی کا ہاتھ ذرا تنگ ہی تھا۔ایسے میں کون سوچ سکتا تھا کہ اونچی سوسائٹی کا پروردہ یشر ضیاءیوں

ایسے اپنا دل ہار بیٹھے گا۔

رکزی کی تو جیسے جان مشکل میں پڑنے لگی تھی۔ابھی آنکھ نے کوئی سنہرا ست رنگا، تتلی کے پر جیسا خواب دیکھنے کی جرات کی ہی تھی کہ سماج کے بھیانک عفریت نے بے دردی سے وہ ست رنگا خوش نما احساس نوچ ڈالا تھا۔

"خدا گواہ ہے۔میں نے ایسا کبھی نہیں چاہا۔"

رکزی کے انداز میں بے بسی تھی۔

"کیا تم اپنا مقام، مرتبہ بھول گئی ہو؟"

سمیرہ کا لہجہ کٹیلا تھا۔

"بھول تو آپ بھی رہی ہیں اس لئے مجھے تم کہہ رہی ہیں۔"

رکزی کے لہجے میں مدھم سی تلخی تھی۔

یشر کے احساسات صرف وقتی ابال ہے۔وقت گزرنے کے بعد وہ صرف پچھتائے"

گا۔"

سمیرہ اسے نہ جانے کیا سمجھانا چاہ رہی تھی۔

"تو یہ آپ مجھے کیا بتا رہی ہیں؟"

رکزی ناسمجھی سے بولی۔

"کیونکہ تم پہ یہ احساسات اثر کرنے لگے ہیں بی بی۔"

غلط! آپ جانتی ہیں، میں رواج کی جس زنجیر میں جکڑی ہوں۔ وہاں کسی بھی قسم کا"

"احساس اثر نہیں دکھا سکتا۔

رکزی ایک بہن کو تسلی دے رہی تھی۔ وہ تسلی جو ایک دنیا اس سے لینے آتی تھی اور جسے دیتے دیتے بی بی کا اپنا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا تھا۔

"میں نے تمہاری آنکھوں کا رنگ بدلتے دیکھا ہے بی بی!۔"

سمیرہ تو خود اسیرِ محبت تھی۔ ہر ڈھنگ پہچانتی تھی اس جذبے کا۔

"آنکھیں دیکھ لیں آپ نے، ایک نظر اس ہاتھ پہ بھی ڈال دیتیں تو شاید بھرم رہ جاتا۔"

رکزی نے اپنا بایاں ہاتھ سمیرہ کے سامنے کیا۔ جہاں جلنے کا نشان اپنی داستان سنا رہا تھا۔

سمیرہ پل بھر کیلئے لاجواب ہوئی تھی۔

"یشر میرا اکلوتا بھائی ہے۔ میں اسے برباد ہوتا نہیں دیکھ سکتی۔"

اب کی بار سمیرہ کے لہجے میں بھائی کی فکر تھی۔

"وہ برباد نہیں ہونگے۔ ان کا دل شاد رہے گا۔"

رکزی کے لہجے میں یقین تھا۔

"اسکا دل تو تم میں اٹکا ہے۔"

"آپ ہی نے تو کہا وقتی ابال ہے، گزر جائے گا۔"

رکزی نے اسے یاد دلایا۔

"تم یشر کو نہیں جانتی اس لئے کہہ رہی ہو ایسا۔"

Do not copy or distribute without permission of the author

"میرا انہیں نہ ہی جاننا بہتر ہے بھر جائی۔"

رکزی نے احتیاط کا لبادہ مزید خود پہ لپیٹا۔

"بی بی تم اس حویلی کا آسیب ہو اور میں نہیں چاہتی کہ یہ آسیب میرے بھائی کی زندگی پہ چھا جائے۔"

سمیرہ جس حد تک اپنی ناگواری ظاہر کر سکتی تھی کر رہی تھی۔

"بھر جائی شاید آپ نے سنا نہیں۔ آسیب ہجرت کرنا پسند نہیں کرتے۔ وہ اک بار جہاں ٹک گئے وہیں جم جاتے ہیں۔"

رکزی کا لہجہ بھیگا بھیگا سا تھا۔

"یہی بہتر ہوتا بی بی ورنہ انجام سے تو تم واقف ہی ہو۔"

سمیرہ نے بے حسی سے کہا۔

"انجام کی پرواکسے ہے۔ میں تو بس اپنا فرض نبھا رہی ہوں۔ آپ سب کی خوشی میرے"

www.classicurdumaterial.com
support@classicurdumaterial.com
https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/
CLASSIC URDU MATERIAL

"لئے مقدم ہے اور میں یہی کر رہی ہوں۔

رکزی نے سوچ لیا تھا اب وہ دل دماغ سب پہ پہرے مزید مضبوط کر لے گی۔اس سے پہلے کہ یہ خبر اور عام ہو جائے۔

"گوہر! "

"کیا ہوا؟"

گوری نے چائے کا کپ رکھتے ہوئے پوچھا۔وہ اس وقت کیفے ٹیریا میں تھی، جب کلاس فیلو کاشف نے اسے پکارا۔

"تمہیں چیئر مین صاحب بلا رہے ہیں؟"

کاشف کا انداز کسی قدر سنسنی خیز تھا۔

"اچھا۔"

گوری نے زیادہ توجہ نہیں دی۔

"مجھے تو دال میں کچھ کالا نظر آرہا ہے۔"

کاشف نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"اس سے پہلے کہ میں تمہاری پوری دال کالی کروں۔ یہاں سے چلتے پھرتے نظر آؤ۔"

گوری کھڑے ہوتے ہوئے اکھڑ لہجے میں بولی۔

کاشف شانے اچکاتا ہوا پیچھے ہوا۔ کون بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالتا مزید۔

"چیئرمین صاحب نے کیوں بلایا ہے مجھے؟"

گوری انکے روم کی طرف جاتے ہوئے مسلسل سوچ رہی تھی۔

"فائنلی تم نے ایک نند والی خصلت کے جوہر دکھا ہی دیئے۔"

یشر سمیرہ کی باتیں سن کے بولا۔

فار فاڈ سیک یشر بس کرو اب۔ یہ بات ہم دونوں اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسا ہونا ناممکن ”

“ہے۔ پھر بھی وہی تکرار۔

سمیرہ تنگ آکے بولی۔

“یشر ضیاء کی ڈکشنری میں کچھ بھی ناممکن نہیں۔”

“بی بی کچھ نہیں ایک جیتی جاگتی لڑکی ہے۔”

یہ جیتی جاگتی لڑکی کا خیال تمہیں تب کیوں نہیں آیا۔ جب تم اس سے باز پرس کر رہی ”

“تھیں۔

یشر نے ناگواری سے پوچھا۔

ہاں ! بھئی ساری غلطی میری ہے۔ یشر وہ تمہارے پاسنگ بھی نہیں ہے۔ جذبات میں ”

“آکے وہ فیصلہ نہیں کرنا کل کو جس پہ تم سے سمیت پورا خاندان پچھتائے۔

سمیرہ ہار مانتے ہوئے بولی۔

سمیرہ! کیا تم مجھے جانتی نہیں۔ آج سے پہلے کتنے جذباتی فیصلے کئے ہیں میں نے اور کتنوں "

"پہ تم پچھتائی ہو؟

یشر نے پوچھا۔

"عورت کے معاملے میں مردوں کی عقل کام کرنا چھوڑ دیتی ہے عموماً۔"

میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں۔ میرے لئے میری بہنیں ہی پہلی ترجیح ہیں۔ یہ "

بات تمہیں میں ہزار دفعہ بتا چکا ہوں، لیکن تمہیں یقین نہیں آتا۔ ایک ٹپیکل عورت کی

"طرح تم بی بی پہ چڑھ دوڑیں، مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔

یشر افسوس سے بولا۔

"یشر یو آر مائی اونلی فیملی۔ تم سمجھو میرے جذبات کو؟"

"اور میرے جذبات، انہیں کون سمجھے گا؟"

یشر نے پوچھا۔

"یشر!۔۔۔"

سمیرہ کی سمجھ میں نہیں آیا وہ اسے کیسے بتائے اپنے اندیشے۔

سمیرہ تم ایک کام کرو۔اپنے آپ کو ریلکس کرو اور ایک بار صرف بی بی کی جگہ پہ خود کو
رکھ کے دیکھو۔آئی ہوپ تمہیں سمجھ آجائے گی کہ میں یہ کیوں کر رہا ہوں؟"

یشر نے اسے سمجھایا۔

"ہمدردی کے سہارے زندگی نہیں گزرتی یشر!"

سمیرہ اسکی فطرت پہچانتی تھی۔

"ہمدردی ہی تو زندگی کی اساس ہے سمیرہ!۔"

یشر کا اپنا فلسفہ تھا۔

یشر اپنی ہٹ کا پکا تھا۔یہ بات سمیرہ جانتی تھی لیکن وہ یہ بھی مانتی تھی کہ مسلسل کوشش کرنے سے پتھر کو بھی جونک لگ جاتی ہے۔

www.classicurdumaterial.com
support@classicurdumaterial.com
https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/
CLASSIC URDU MATERIAL

اور یہی تو سارا مسئلہ تھا۔

یشر ضیاء پتھر نہیں تھا۔ جن کے دل خوبصورت ہوں وہ پتھر ہوا بھی نہیں کرتے۔

"سر! آپ نے بلایا؟"

گوہر نے بغیر کسی لگی پٹی کے پوچھا۔

"یس مس گوہر۔ آپ کا جھگڑا ہوا ہے مسٹر شان کے ساتھ، ایم آئی رائٹ؟"

چیئرمین صاحب نے پوچھا۔

"رائٹ، بٹ بات شان نے شروع کی تھی۔"

گوری نے بتانا ضروری سمجھا۔

شان کی ریپوٹیشن بہت اچھی ہے مس گوہر جبکہ آپ، آپکا جھگڑا ہر ہفتے ہی کسی نہ کسی سے "

ہو رہا ہوتا ہے۔ ڈپارٹمنٹ کا ماحول خراب ہو رہا ہے، جو کسی صورت برداشت نہیں کیا

"جائے گا۔

چیئرمین کا ری ایکشن بہت سخت تھا۔

سر میں نے کبھی خود سے کوئی جھگڑا شروع نہیں کیا۔اگر کوئی مجھ سے کچھ کہے گا تو میں"

"چپ تو نہیں بیٹھوں گی نا۔

گوری بامشکل اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے بولی۔

اس ڈپارٹمنٹ میں اور بھی اسٹوڈنٹس ہیں انکے ساتھ تو ایسا نہیں ہوتا نا،ایک آپ ہی"

واحد ہیں جو سب کو نظر آتی ہیں۔نو مس گوہر کچھ آپکا بھی فالٹ ہے۔آج بھی شان کے

"ساتھ آپ نے کافی مس بی ہیو کیا ہے۔

چیئرمین کا سارا زور ایک ہی بات پہ تھا۔

سر! پوری کلاس گواہ ہے۔جھگڑا میں نے نہیں شان نے شروع کیا تھا۔آپ کسی سے"

"بھی پوچھ لیں۔

گوہر کچھ تنک کے بولی تھی۔وہ اک ہی بات کی رٹ سن کے تنگ آ گئی تھی۔

طوائفوں کی گواہی کوئی نہیں دیا کرتا گوہر آرا۔ کمیٹی آپکو ایکسپیل کرنے کا فیصلہ کر چکی "

ہے۔"

چیئرمین صاحب کے الفاظ تھے یا پگھلا ہوا سیسہ جو گوری کی سماعتوں میں انڈیلا گیا تھا۔

"سر آپ!"

گوری سے کچھ بولا ہی نہیں گیا تھا۔

اسے دکھ اس بات کا نہیں تھا کہ اسے نکال دیا گیا ہے۔ تکلیف تو چیئرمین صاحب کی بات

نے دی تھی۔

"طوائفوں کی گواہی کوئی نہیں دیتا۔"

وہ استاد تھے۔ ایک باعزت عہدے پہ تھے۔ انہوں نے یہ الفاظ کیسے ادا کئے تھے۔

آپ مجھے ہیومیلیٹ نہیں کر سکتے سر۔ میں جانتی ہوں آپ شان کے خاندان کے "

"اثر و رسوخ کے آگے مجبور ہیں، لیکن آپ سے اس بات کی امید نہیں تھی مجھے۔

www.classicurdumaterial.com
support@classicurdumaterial.com
https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/
CLASSIC URDU MATERIAL

گوری نے کہہ دیا تھا۔

"آپ جا سکتی ہیں مس گوہر۔"

چیئر مین نے اس سے نظریں ملائے بنا ہی کہا تھا۔

جا تو رہی ہوں میں سر لیکن کسی ادارے کے سربراہ کو اتنا بھی کمزور نہیں ہونا چاہئیے ورنہ "

اداروں کی ساکھ کو زوال آجاتا ہے۔شاید یہی وجہ ہے کہ ہم تعلیمی سطح پہ پسماندہ ہیں کیونکہ

"ہماری سوچ پسماندہ ہے۔

گوہر آرا جاتے جاتے بھی کڑوا سچ انکے منہ پہ مار کے جا چکی تھی۔

چیئر مین کے پاس کہنے کیلئے کچھ بھی نہیں تھا۔وہ با اختیار ہوتے ہوئے بھی بے اختیار تھے۔

www.classicurdumaterial.com
support@classicurdumaterial.com
https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/

"چہ چہ ! سنا ہے آپکو یونیورسٹی سے نکال دیا گیا ہے۔"

شان کا لہجہ تمسخر اڑاتا ہوا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میں نے اپنی پوری زندگی میں تم جیسا بزدل مرد نہیں دیکھا، جو دوسروں کے کاندھے پہ "

"رکھ کے بندوق چلاتا ہے۔

گوری سلگتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"کیونکہ مجھے تمہارے گندے خون سے ہاتھ رنگنے کا کوئی شوق نہیں۔"

شان اسکا طنز امرت سمجھ کے پی گیا تھا۔

میرے خون کو گالی دینے کی ہمت بھی مت کرنا ورنہ تمہارے پاک صاف خون سے "

"اپنے ہاتھ رنگنے میں مجھے کوئی ملال نہ ہوگا۔

گوری کا لہجہ اور تیور دونوں غضبناک تھے۔

رسی جل گئی پر بل نہیں گیا۔ یہ تو بس شروعات ہوئی ہے۔ میں تمہیں اتنی آسانی سے "

نہیں بخشوں گا۔ گھر جاؤ۔۔۔اُپس میں تو بھول گیا تم لوگوں کے گھر نہیں کوٹھے ہوا کرتے

"ہیں۔ جاؤ گوہر آرا جاؤ، جا کے محفل کی تیاری کرو۔

شان کے لفظ لفظ میں تضحیک تھی۔

گوری کی رگ رگ میں بے بسی بھرا غصہ تھا۔

اس محفل کے چراغ سے ہی تمہارے آشیانے کو آگ نہ لگائی، تو میرا نام بھی گوہر آرا"

"نہیں۔

"آئی وش!"

شان کے سارے انداز ہی دل جلانے والے تھے۔

"یو روش مسٹ بی کم ٹرو۔"

گوری کا انداز اٹل تھا۔

وہ اسے سبق سکھانے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ موقع کب ملنا تھا یہ تو بس اوپر والا جانتا تھا۔

اور گوری کو یہ موقع جلد ہی ملنے والا تھا۔

"نہ پٹ نا خیرات میں شامل ہوئے بنا کیسے جا سکتے ہو؟، خیرات کے بعد بے شک چلے جانا"

"پر ابھی نہیں۔

وڈیری اماں نے سختی سے انکے جانے کا سن کے منع کیا تھا۔

"اماں کام کا حرج ہو رہا ہے۔ہم پھر آئیں گے۔"

عمر نے کہا۔

بس پٹ میں نے کہہ دیا تو کہہ دیا۔یہی موقعہ ہے پہلی بار میرے سارے بیٹے جمع ہونگے"

"ایک ساتھ۔

وڈیری اماں قطعیت بھرے لہجے میں بولیں۔

عمر اور سمیرہ دونوں ایک دوسرے کو بے بسی سے دیکھ کے رہ گئے تھے۔خاص کر سمیرہ اس وقت کو کوس رہی تھی جب وہ یہاں آئی تھی۔آ تو گئی تھی جانے کی کوئی سبیل نہیں مل رہی تھی۔سادہ لفظوں میں وہ یہاں پھنس کے رہ گئی تھی۔

"گوری مجھے مارکیٹ جانا ہے چلو گی؟"

نیلی نے دروازے سے جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں!"

گوری نے ٹکا سا جواب دیا۔

"کیوں؟"

نیلی کمرے میں آتے ہوئے بولی تھی۔

"کیونکہ میرا دماغ خراب ہو رہا ہے۔"

گوری کا انداز ہنوز وہی تھا۔ وہ ساری بتیاں بجھائے بیڈ پہ نیم دراز تھی۔

"وہ تو ہر وقت ہی ہوتا ہے۔ کوئی نئی بات کرو۔"

نیلی خوشگوار موڈ میں بولی۔

"نئی بات یہ ہے تم یہاں سے چلتی پھرتی نظر آؤ۔"

گوری نے بے مروتی کی حد ہی کر دی تھی۔

"میں جانتی ہوں تمہارا موڈ خراب ہے۔اسی لئے کہہ رہی ہوں میرے ساتھ چلو باہر۔"

نیلی نے نرمی سے کہا۔

"مجھے نہیں جانا۔"

گوری انکاری تھی۔

"پلیز! میرے لئے۔"

نیلی کا انداز دل پگھلانے کو کافی تھی،اور یہیں آ کے گوری کا دل موم ہوتا تھا۔

"چلو، کدھر جانا ہے؟"

گوری نے پوچھا۔

"مارکیٹ۔"

"کیوں؟"

"جمعہ پڑھنے۔"

نیلی کے جواب پہ گوری نے اسے گھورا۔

"یہ کیا بات ہوئی بھلا؟"

بھئی لوگ مارکیٹ کیا کرنے جاتے ہیں۔ شاپنگ ہی کرنے جاتے ہیں نا تو میں بھی وہی"

"کرنے جا رہی ہوں۔

نیلی نے گوری کے تیور دیکھ کے وضاحت دی۔

"ہنہ! چلو مگر مجھ سے کسی بھی قسم کی مدد کی توقع مت رکھنا سمجھیں"

گوری نے وارن کرنا ضروری سمجھا تھا۔

"تم چلو تو۔"

نیلی مصر تھی ایک ہی بات پہ۔ گوری اسکی سات پشتوں پہ احسان کرتی تیار ہونے چل دی تھی۔

www.classicurdumaterial.com
support@classicurdumaterial.com
https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/
CLASSIC URDU MATERIAL

"مٹھل! گھر بتادیا تھا کہ میں نہیں آسکوں گا خیرات پہ۔"

میر زریاب نے گاڑی سے اترتے ہوئے پوچھا۔ وہ اس وقت شہر کے سب سے مشہور شاپنگ مال کے سامنے موجود تھے۔

"جی سائیں بتادیا تھا۔"

مٹھل نے تابعداری سے کہا تھا۔ سیل فون بجنے لگا تو مٹھل نے زریاب کی طرف بڑھایا۔

"کون ہے؟"

میر زریاب نے سیل ہاتھ میں لینے سے پہلے پوچھا۔

"منٹھار سائیں ہیں۔"

اور یہ نام ایسا تھا کہ زریاب نے فوراً فون تھام لیا تھا۔

"جی ماما سائیں حکم۔"

بابا حکم کیا عرض کی تھی کہ آج حویلی میں خیرات ہے۔وقت پہ پہنچ جانا لیکن تمہارا کوئی"

"پتہ نہیں، کہاں ہو تم؟

منتھار نے پوچھا۔

"ماماسائیں میں نہیں آسکوں گا۔گھر پیغام دے دیا تھا۔"

یہ کہتے ہوئے زریاب کی کشادہ پیشانی پہ ہلکی سی شکن در آئی تھی۔صفائی دینے کی عادت جو نہیں تھی نا۔

"اور وہ کیوں بابا؟"

پوری بات جاننا منتھار کی فطرت تھی۔

سینیٹر شاکر کے ہاں آج ایک فنکشن ہے۔حکومت اور اپوزیشن دونوں طرف کی عوام"

"موجود ہے۔اسی لئے میرا یہاں موجود ہونا زیادہ ضروری ہے۔

زریاب نے پوری تفصیل بتائی۔

www.classicurdumaterial.com
support@classicurdumaterial.com
https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/
CLASSIC URDU MATERIAL

"بالکل ٹھیک ہے۔ایک دم صحیح، ویسے بھی الیکشن سر پہ کھڑے ہیں۔"

منٹھار بھانجے سے خوش ہوا تھا۔میر زریاب انکے خاندان کا فخر تھا۔وہ ہیرا تھا، جس کی روشنی سے پورا میر خاندان منعکس تھا۔

"فون رکھتا ہوں ماماسائیں۔کچھ مصروف ہوں اب۔"

میر زریاب نے گفتگو سمیٹی۔

"ہاں بابا، خدا حافظ۔"

زریاب فون بند کر کے شاپنگ سینٹر کے داخلی دروازے کی جانب بڑھا، جب کہ سیکورٹی گارڈ گاڑی کے پاس ہی موجود تھے۔

"نیلی تیرا دماغ خراب ہوا ہے۔معلوم بھی ہے کہ کتنا مہنگا شاپنگ سینٹر ہے یہ۔"

گوری کو دھچکا ہی لگا تھا نام سن کے۔

"ہاں تو کیا ہوا؟ پیسے ہیں میرے پاس۔"

نیلی مطمئن تھی۔

"اتنی عیاشی کس خوشی میں سوجھ رہی ہے؟"

گوری نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

"بس کبھی کبھی دل کی مان لینی چاہئیے۔"

نیلی کے انداز پہ گوری کو غش آ گیا تھا۔ ویسے بھی مائیگرین نے جان عذاب کر رکھی تھی۔ وہ بس نیلی کا دل رکھنے یہاں چلی آئی تھی۔

"ادھر کہاں جا رہی ہو؟، وہاں ساری میل ایکسسریز ہیں۔"

گوری نے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو مجھے وہیں جانا ہے۔"

نیلی آج اسے حیران کر دینے پہ تلی ہوئی تھی۔

"کس لئے؟"

گوری نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"مجھے گفٹ لینا ہے۔"

نیلی نے بتایا۔

"الٰہی خیر کس کے لئے؟"

"صائم کیلیئے۔"

نیلی تو پاگل ہو گئی ہے۔اس صائم پہ اپنے پیسے خرچ رہی ہے۔وہ ایک نمبر کا فلرٹ انسان ہے۔ہو کیا گیا ہے تمہیں نیلی؟"

گوری کی سمجھ نہیں آرہا تھا اچھا بھلی لڑکی کو کیا ہو گیا ہے۔

"میں اس پہ کوئی پیسے نہیں خرچ رہی۔بس حساب برابر کرنا چاہتی ہوں۔"

نیلی نے تحمل سے کہا۔

"کیسا حساب؟"

"میری سالگرہ پہ اس نے مجھے تحفہ دیا تھا۔اب میں اسے تحفہ دوں گی،بس کہانی ختم۔"

نیلی نے بتایا۔

بی بی صائم کوٹھے پہ آنے والا ایک تماشائی ہے اور تماشائی جب داد کے بجائے تحفے دینے

"لگیں تو کہانی ختم نہیں شروع ہوتی ہے۔یہ سبق تم ہی نے مجھے پڑھائے تھے نا۔

گوری غصے سے بولی۔

"گوری واپس جا کے اس پہ بات کریں گے۔یوں راستے میں سب ہمیں دیکھ رہے ہیں۔"

نیلی محتاط انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی۔

گوری لب بھینچے اسکے ساتھ قدم بڑھانے لگی۔

وہ دونوں ایک پرفیوم شاپ میں داخل ہوئیں تھیں۔

"کونسا پرفیوم خریدوں؟"

نیلی نے پوچھا۔

"مجھے کیا معلوم۔"

گوری بیزاری سے بولی۔

"پھر بھی، مجھے تجربہ نہیں ہے نا اسی لئے تم سے پوچھ رہی ہوں۔"

نیلی نے کہا۔

"ہاں! اور میں تو جیسے روز جینٹس پرفیوم خریدتی ہوں۔"

گوری جل کے بولی۔

"کیا خیال ہے اس ہینڈسم سے مدد لیں؟"

نیلی سامنے لگے شیشے میں نظر آتے آدمی کی جانب اشارہ کیا۔

گوری نے ایک نظر اٹھا کے سامنے آئینے میں موجود عکس کو دیکھا۔ سفید شلوار قمیض پہ اور گرے رنگ کا ویسٹ کوٹ پہنے وہ گوری کو ایکدم سڑیل ہی لگا تھا۔ اوپر سے موصوف

جس طرح تنقیدی نظروں سے پیشانی پہ ہلکی سی شکن ڈالے پرفیومز کی بوٹلز کو دیکھ رہے تھے، گوری کو ذرا بھی اچھا نہیں لگا تھا۔

اگر پلٹ کے دیکھا جاتا تو وہ موصوف سامنے والے کاؤنٹر پہ موجود تھے۔

"جتنا یہ سڑیل دیکھنے میں لگ رہا ہے نا، گارنٹی ہے اس سے کہیں زیادہ اسکی پسند سڑیل ہو گی۔"

گوری منہ بنا کے بولی۔

"آرام سے اگر اس نے سن لیا تو۔"

نیلی دہل کے بولی۔

"تو سن لے۔"

گوری کو بڑی پرواہ تھی جیسے۔

"اور یہ سڑیل کہاں ہے؟، اچھا خاصا ہینڈ سم ہے۔"

نیلی نے اختلاف کیا۔

"تم یہاں شاپنگ کرنے آئی ہو یا اس سڑیل کی شان میں قصیدے پڑھنے۔"

گوری نے جھلا کے پوچھا تھا۔

"ایکسکیوز می میم، مے آئی ہیلپ یو۔"

کاونٹر پہ موجود لڑکا ان دونوں کو کافی دیر سے یوں کھڑے دیکھ رہا تھا۔

"یاہ شیور۔"

گوری کہتے ہوئے خود سائیڈ پہ ہوئی تھی۔

"محترمہ کس اینگل سے میں آپکو سڑیل لگ رہا ہوں۔"

نیلی کا شک صحیح نکلا وہ واقعی میں سب سن چکا تھا۔

"یہ بتانا ضروری نہیں۔"

گوری نے گردن اکڑا کے کہا۔

Do not copy or distribute without permission of the author

"تو لوگوں پہ کمنٹ کرنا آپکی ہابی ہے کیا؟"

مقابل نے پوچھا۔

"اور لوگوں کا بھیجا کھانا آپکی پارٹ ٹائم جاب ہے کیا؟"

وہ گوری ہی کیا جو جواب نہ دے۔

"محترمہ اب آپ بدتمیزی کر رہی ہیں۔"

وہ بھنویں سکیڑ کے کچھ سرد مہری سے بولا۔

"آپ کا مسئلہ کیا ہے؟ آپ ہیں کون، کیوں کمبل ہوئے جا رہے ہیں؟"

گوری نے چڑ کے پوچھا۔

مجھے میر زریاب کہتے ہیں اور آپ نے جو میرے بارے میں کہا ہے میں بس اسکی وجہ"

جاننا چاہتا ہوں۔"

میر زریاب نے اپنا تعارف کروایا۔

میں نے کونسا آپ پہ خدانخواستہ کفر کا فتوی لگادیا ہے، جو یوں آگ بگولہ ہو رہے ہیں اور"

"اپنے عمل کی جواب دہی کی میں پابند نہیں۔

گوری اپنے ازلی ہٹ دھرم لہجے میں بولی تھی۔

ناؤ آئی گوٹ یور پوائنٹ، آپ چونکہ خود سڑیل واقع ہوئی ہیں اس لئے سب آپکو سڑیل"

"دکھتے ہیں۔

زریاب سر ہلا کے بولا۔

"جہنم میں جاؤ۔"

گوری تنگ آ کے دکان سے ہی باہر جانے لگی تھی لیکن دماغ سے اٹھتی درد کی لہر سے اسکے قدم لڑکھڑائے تھے اور قریب تھا کہ وہ فرش پہ گرتی تو دو مضبوط ہاتھوں نے اسے تھاما تھا۔ درد کی شدت کے ساتھ ساتھ گوری نے مردانہ پرفیوم کی خوشبو بھی اتنی ہی شدت سے اپنے حواسوں پہ طاری ہوتے محسوس کی تھی۔

جاری ہے

www.classicurdumaterial.com
support@classicurdumaterial.com
https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/
CLASSIC URDU MATERIAL